بسم اللہ الرحمن الرحیم

نقش آغاز

راشد الحق سمیع حقانی

ذاتی تاثرات

آہ! حضرت مولانا قاری سعید الرحمٰنؒ کی جدائی

سال رواں اور خصوصاً گزشتہ ڈیڑھ ماہ پاکستان کے دینی و مذہبی حلقوں کے لئے بہت بھاری ثابت ہوا۔ ہر ہفتے میں کوئی نہ کوئی نامور علمی اور دینی شخصیت ہم سے اس میں بچھڑی۔ آسمان علم وادب کے بڑے بڑے آفتاب ومہتاب بحرِ فنا میں غروب ہوگئے۔ اکابرین امت کی ٹھنڈی چھاؤں ہمارے سروں سے رفتہ رفتہ کھسک رہی ہے۔ حزن و یاس کی ایک ماتمی فضا ہے جس میں ہر دن اضافہ ہی ہو رہا ہے۔ علماء جو انبیاء کے وارثین ہیں' سے زمین خالی ہوتی جا رہی ہے۔ پاکستان جو کبھی علم وادب کا سرچشمہ تھا آج زبان حال سے قحط الرجال کا واویلا کر رہا ہے اور اب یہ محاورا حقیقت بن گیا ہے۔ آج راقم کے سامنے بجھے ہوئے چراغوں کی ایک قطار ہے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آرہا کہ اس گھپ اندھیرے میں کس کس کی جدائی کا ذکر کروں؟ کسے مقدم کروں اور کسے مؤخر؟ ابھی تو عالم اسلام کے بہت ہی برگزیدہ اور روحانی شخصیت حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ جو پورے مسلک کو یتیم چھوڑ کر چلے گئے تھے ان کے صدمے سے ابھی ہم باہر نہ نکلے تھے۔ اسی طرح صوبہ سرحد کی دیگر ممتاز شخصیات حضرت مولانا شمس الہادی صاحب حقؒ شاہ منصور اور حضرت مولانا اُسید اللہ صاحبؒ کے صدمات کے زخم بھی ابھی ہرے تھے اور ابھی تو پہلی صفِ غم بھی نہیں اٹھائی گئی تھی کہ کاتب تقدیر نے دوسری صفِ غم بچھادی۔ زندگی کی تھکی منزل سے کاروانِ آخرت میں نئے شامل ہونے والے مشاہیر اور علماء کے اسمائے گرامی یہ ہیں: ملک کی عظیم علمی و دینی شخصیت حضرت مولانا محمد احمدؒ (مہتمم دارالعلوم شیر گڑھ)' شہید حضرت مولانا محمد امین اورکزئیؒ ' حضرت مولانا میاں بادشاہ گل جانؒ حضرت علامہ سرفراز نعیمیؒ' جماعت اسلامی کے مرکزی رہنما میاں محمد طفیل اور شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کے والد حضرت مولانا عبدالحق حقانی (ترنگزئی) وغیرہ بھی اس قلیل عرصہ میں ہم سے بچھڑ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

زمین لوگوں سے خالی ہو رہی ہے   یہ رنگ آسماں دیکھا نہ جائے

ابھی ان حضرات کی جدائی کا غم بھی تازہ تھا کہ دست اجل نے زخمی دلوں پر ایک اور غم کا کوہ گراں گرادیا۔ یہ جانکاہ حادثہ حضرت مولانا قاری سعید الرحمٰنؒ مہتمم جامعہ اسلامیہ راولپنڈی کا سانحہ ارتحال تھا۔ خوگر رنج طبیعت نے یوں تو ہمیشہ سے حادثوں اور اپنوں کی جدائی کا اثر لیا ہے اور ان پر تعزیتی اداریوں میں اپنے جذبات واحساسات کی صورت میں خون جگر سے ''نوحہ گری'' بھی کی ہے لیکن عم محترم حضرت مولانا قاری سعید الرحمٰن نور اللہ مرقدہ کے حادثہ نے تو خرمنِ عقل و خرد کی ساری جمع پونجی لمحہ بھر میں جلا ڈالی۔ آپ کی باکمال مشفق شخصیت پر تعزیتی کلمات لکھنا میرے لئے تقریباً ناممکن

ہو رہا ہے۔ واقعات اور یادوں کی ایک آبشار ہے جو دل و دماغ کے وادیوں میں ان دنوں مسلسل گر رہی ہے۔ سمجھ میں نہیں آرہا کہ حضرت قاری صاحبؒ کے متعلق کہاں سے آغاز کروں اور کس کس صفت اور کس کس کمال کا ذکر کروں اور کس کس کو روؤں؟ کیونکہ ؎ یہ نصف صدی کا قصہ ہے • دو چار برس کی بات نہیں

اسی باعث حضرت والد صاحب مدظلہ سے گزارش کی کہ آپ ہی اپنے زندگی بھر کے رفیق اور اپنے عظیم دوست کے بارے میں تعزیتی شذرہ اور اپنی کچھ یادیں تحریر فرمائیں لیکن حضرت والد صاحب مدظلہ نے فرمایا کہ اگرچہ قاری صاحبؒ کا حق تو یہی ہے کہ میں ان پر تفصیل سے لکھوں لیکن مجھ سے صدمے کی شدت کے باعث یہ کام تقریباً ناممکن ہے کہ اپنے ''زندہ جاوید'' دوست کو مردوں میں شمار کروں اور انہیں مرحوم لکھوں۔

حضرت قاری صاحبؒ جیسی مشفق' مہربان' ہردلعزیز' جامع الصفات والکمالات' مرنجانِ مرنج' علمی' سیاسی اور روحانی شخصیت کا بچھڑ جانا اور وہ بھی اس قحط الرجال زمانہ میں یقیناً یہ علمی و دینی حلقوں کے لئے تو ناقابل تلافی نقصان ہے ہی لیکن ہمارے خاندان اور خصوصاً حضرت والد صاحب مدظلہ اور راقم کے لئے یہ حادثہ زیادہ وحشت اثر ثابت ہوا۔ حضرت قاری صاحبؒ کے ساتھ والد ماجد مدظلہ اور دارالعلوم کا تعلق گزشتہ پچاس برسوں پر محیط ہے۔ حضرت والد صاحب مدظلہ اور قاری صاحبؒ کی دوستی سمندروں سے گہری اور ذہنی وفکری ہم آہنگی اور تعلق آسمانوں سے بھی زیادہ بلند وبالا تھا۔ جب سے شعور و ادراک سنبھالا تو کانوں میں حضرت قاری صاحبؒ کا نام ہی ہمیشہ والد صاحب مدظلہ اور گھر والوں سے سنا۔ پھر بچپن تو آپ ہی کی شفقتوں اور محبتوں کے گھنے سائے میں گزرا۔ آج بھی کانوں میں آپ کے مشفقانہ شہد بھرے کلمات رس گھول رہے ہیں اور آنکھوں میں آپ کی انتہائی متاثر کن خوبصورت نفاست و نزاکت والی تصویر چمک رہی ہے۔ داستانِ شفقت ومحبت کا ایک ایک صفحہ آنکھوں کے سامنے کھلتا چلا جارہا ہے' جذبات کا ایک سیلِ رواں دل کی وسعتوں اور آنکھوں کی گہرائیوں میں سمایا نہیں جارہا لیکن اپنا قلم اس قدر شکستہ اور دل برداشتہ ہوگیا ہے کہ وہ اس کی صحیح ترجمانی اور اس کی روانی کا حق ادا نہیں کرسکتا۔ ع قلم ایں جا رسید و سر بشکست

آپ کی شخصیت میں بلا کی کشش اور ہردلعزیزی تھی' قدرت نے آپ کو بڑی فیاضی سے خصوصی نعمتوں' صلاحیتوں اور کمالات سے مزین فرمایا تھا۔ خوبصورتی کی نعمت سے اس قدر آپ مالا مال تھے کہ بڑھاپے کے باوجود آپ کے ملکوتی خوبصورتی کے نقوش اور رنگ مرور زمانہ کے باعث پھیکے نہیں پڑے تھے بلکہ تقویٰ' روحانیت' درس حدیث اور سفید داڑھی کی بدولت اس میں نورانیت کا اضافہ ہوگیا تھا۔ اور پھر سفید کفن میں تو آپ کا چہرہ مبارک چودھویں کے چاند کو شرمارہا تھا اور چہرہ مبارک پر طمانیت اور اپنے رب سے ملاقات کی خوشی کے آثار کا مشاہدہ موقع پر موجود ہزاروں افراد نے کیا۔ حضرت قاری صاحبؒ اپنے عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرحمٰن کاملپوریؒ (جسے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کامل پورے لکھتے تھے اور آپ کو بیعت سے قبل ہی اپنی خلافت سے نوازا

تھا جو آپ کیلئے خصوصی امتیاز تھا) کے ہمراہ اکوڑہ خٹک میں رہائش پذیر تھے۔ان دنوں حضرت مولانا عبدالرحمٰن کاملپوریؒ اکوڑہ خٹک کے جامعہ اسلامیہ میں استاذ حدیث تھے۔یہیں سے حضرت مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہ اور حضرت مولانا کاملپوریؒ کے درمیان تعلقات کا آغاز ہوا۔ پھر رفتہ رفتہ حضرت والد صاحب مدظلہ اور حضرت قاری صاحبؒ کے درمیان چونکہ ذہنی، فکری، علمی ہم آہنگی بھی تھی اور تقریباً دونوں ہم عمر بھی تھے۔اسی باعث تعلقات دن بدن مضبوط ہوتے گئے پھر بعد میں راولپنڈی کے کچھ مخلص حضرات کی خواہش پر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہ نے حضرت قاری صاحبؒ کو جامعہ الاسلامیہ راولپنڈی میں خطابت کے لئے روانہ کیا کہ راولپنڈی صدر جو درحقیقت پاکستان کا دارالخلافہ اور افواج پاکستان کے ہیڈ کوارٹر جی ایچ کیو کی وجہ سے قاری صاحبؒ جیسی شخصیت کا انتخاب نہایت دوررس نتائج کا حامل تھا' اسی وجہ سے ان کے ولی کامل والد حضرت مولانا عبدالرحمٰن کاملپوریؒ بھی شیخ الحدیثؒ کی سفارش اور مشورہ پر راضی ہوگئے۔گوکہ ابتداء میں قاری صاحب وہاں کے اجنبی ماحول اور شہری زندگی کے ہنگاموں اور علمی ماحول نہ ہونے کے باعث اکتا گئے تھے لیکن حضرت شیخ الحدیثؒ نے وہیں پر رہنے کی تلقین کی اور فرمایا کہ اللہ آپ سے مستقبل میں بڑا کام لے گا۔اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے جامعہ الاسلامیہ راولپنڈی ملک وملت کی تمام دینی تحریکات کا مرکز اور دینی شخصیات کا مسکن ومنبع بن گیا۔تمام دینی وسیاسی ملکی تحریکات کے لئے راولپنڈی میں حضرت قاری صاحبؒ ان کے میزبان بن گئے۔حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ' حضرت مولانا مفتی محمودؒ' حضرت مولانا عبدالحقؒ' حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور دیگر چھوٹے بڑے قائدین یہیں حضرت قاری صاحبؒ کے ہاں دن رات ٹھہرنے لگے۔حالانکہ ان مقتدر شخصیات کے لئے اسلام آباد اور پنڈی میں بڑی بڑی اچھی رہائش گاہیں موجود تھیں لیکن یہ حضرت قاری صاحبؒ کی شخصیت کی برکت اور کشش تھی کہ سب اکابرین قاری صاحبؒ کی رہائش گاہ کو ترجیح دیتے تھے۔قاری صاحبؒ نے بھی ہمیشہ فراخ دلی اور وسعت ظرفی اور کھلے ماتھے سے ہمیشہ درجنوں مہمانوں کی سالہاسال ضیافت کی۔خود والد صاحب مدظلہ برسہا برس راولپنڈی میں انہی کے ہاں آتے جاتے رہے اور یہیں ٹھہرتے۔حضرت قاری صاحبؒ کو خدا نے بڑی جامعیت اور قبولیت سے نوازا تھا راولپنڈی اسلام آباد کے تمام مدارس اور علماء کو آپ نے ایک لڑی میں پرویا ہوا تھا۔بڑے بڑے بحرانوں میں آپ نے قائدانہ کردار ادا کیا۔ابھی حال ہی میں لال مسجد کے سانحہ کے موقع پر آپ کی دن رات کی مساعی اور اس حادثہ کو روکنے کیلئے آپ کی کوششیں کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔سیاست کے میدان کے بھی آپ شہسوار رہے۔جمعیت علماء اسلام (س) کے پلیٹ فارم سے الیکشن میں صوبائی نشست پر کامیابی ملی۔اور اسی کے کوٹے سے پنجاب کے صوبائی وزیر مذہبی امور بھی منتخب کیے گئے۔اس سے قبل مرحوم جنرل ضیاء الحق کے مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے رکن بھی رہے اور اپنی خداداد صلاحیتوں اور سحرانگیز تلاوت کے باعث جنرل ضیاء الحق آپ کے گرویدہ و مداح ہوگئے۔ہر مجلس اور ہر تقریب کی تلاوت جنرل ضیاء الحق آپ ہی سے کراتے۔پھر بعد میں عورت کی سربراہی کے خلاف جو تحریک حضرت والد صاحب مدظلہ نے شروع کی وہ بھی حضرت

قاری صاحبؒ کے جامعہ اسلامیہ ہی سے شروع کی اور آپ نے اس تحریک میں بھی بھر پور حضرت والد مدظلہ کا ساتھ دیا۔اس کے بعد شریعت بل کے سلسلہ میں ملک بھر کے علماء کے کنونشن بھی اسی ادارہ میں ہوتے رہے' یہیں متحدہ شریعت محاذ تشکیل پایا جس کے صدر حضرت شیخ الحدیثؒ منتخب ہوئے۔گزشتہ دس پندرہ سال سے آپ سیاست سے تقریباً کنارہ کش ہو گئے تھے اور مکمل توجہ مدرسہ اور تدریس پر موقوف کر دی تھی۔اس کے ساتھ ساتھ تزکیہ نفس اور سلوک واحسان کی شاہراہ پر اس قدر محو سفر ہو گئے کہ باقی ہر چیز کی کشش اور قدر و اہمیت آپ کی نظروں میں نہ رہی۔راقم سے ہمیشہ یہی فرماتے کہ اب بڑے سکون اور اطمینان کے دور میں آ گیا ہوں۔اتفاق سے گزشتہ کچھ برسوں سے لیبیا اور افریقہ کے اسفار میں آپ کی معیت میں تقریباً ہر سال سفر پر جانا ہوا۔افریقہ کے سخت اور دشوار گزار اسفار میں آپ نے اتنی شفقتوں اور محبتوں سے اس ناکارہ کو نوازا کہ ساری تکالیف اور مشکلیں آپ کی بدولت مجھ پر آساں ہو گئیں۔سارے اسفار میں اپنے بڑے صاحبزادے برادرم مولانا عتیق الرحمٰن سے زیادہ میرا خیال فرماتے۔(''الحق'' کی ذمہ داریاں سنبھالنے اور اس ناکارہ کے پراگندہ خیالات ومضامین کے بارے میں آپ ہمیشہ مجھے خصوصی طور پر نوازتے اور اس قدر حوصلہ افزائی وتعریف فرماتے کہ میں انکی شفقت اور انکے نیک جذبات کے سامنے شرمندہ ہو جاتا۔یہ یقیناً آپکے بڑے پن کی ایک اور بڑی علامت تھی۔''الحق'' کیساتھ آپ کا بڑا پرانا رشتہ تھا۔ہمیشہ اس کیلئے مضامین لکھتے اور ہماری آخری ملاقات میں بھی ''الحق'' ہی زیر بحث رہا۔) اس قدر شفقت اور محبت فرماتے کہ میں حیران رہ جاتا۔آپ بزرگوں اور اکابرین کے اعلیٰ اخلاق کے اس زمانہ میں ایک بہترین آئیڈیل تھے۔میں نے کبھی ان کے منہ سے گالی یا کوئی سخت بات نہیں سنی۔ہمیشہ دھیمے انداز میں گفتگو فرماتے۔اکثر وبیشتر ملاقاتوں میں سب سے ہنسی مذاق کرتے۔بوجھل سے بوجھل طبیعت والا بھی ان کی مجلس کی بدولت خوش وخرم ہو جاتا۔لیکن اس کیساتھ ساتھ اللہ نے انہیں وقار' دبدبہ' متانت اور سنجیدگی سے بھی بڑا نوازا تھا۔اپنے بلند وبالا قد وقامت اور سنجیدگی کے باعث ہر شخص کی نظر آپکی طرف اٹھتی۔الغرض موت کی آندھیوں نے کہکشاں کا ایک ایسا روشن کوکب تاباں ہم سے ہمیشہ کیلئے چھین لیا ہے جس کی تلاش میں اب بہت سے چراغ تو کیا سورج بھی روشن کئے جائیں لیکن اب اس کا دیکھنا اور دوبارہ طلوع ہونا اب ناممکن ہے۔

آئے عشاق گئے وعدۂ فردا لیکر اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لیکر

آپ کا نماز جنازہ تاریخی نوعیت تھا۔ہزاروں افراد ملک بھر سے امنڈ آئے تھے۔ہر شخص کی یہ خواہش تھی کہ وہ آپ جیسی بزرگ اور باکمال شخصیت کے جنازہ میں ضرور شرکت کرے۔برادرم مولانا عتیق الرحمٰن نے نماز جنازہ پڑھائی۔اس موقع پر آپ نے بڑے ضبط وصبر کا مظاہرہ کیا (ماشاءاللہ مولانا عتیق الرحمٰن اور مولانا محمد انس نے اپنے والد کی ان تین ماہ میں بے مثال خدمت کی۔دونوں صاحبزادے تقویٰ اور اعلیٰ اخلاق کے بہترین نمونے ہیں اور ان دونوں میں حضرت قاری صاحبؒ کا عکس صاف جھلکتا ہے۔اللہ تعالیٰ سے امید واثق ہے کہ انشاء اللہ یہ دونوں بھائی اپنے عظیم باپ کا نام مزید روشن کرنے کے باعث بنیں گے) جنازے کے بعد آپ کی تدفین اپنے عظیم والد حضرت

مولانا عبدالرحمٰن کاملپوریؒ کے پہلو میں رات دس بجے ہوئی۔ علم' تقویٰ' خلوص ومحبت کا آفتاب مٹی کے سپرد کئے جارہا تھا' نفاست کا آسمان زمین کی گہرائیوں میں اترا جارہا تھا۔ سسکیوں اور آنسوؤں کے چراغ ہرسو جل رہے تھے۔ قاری صاحبؒ کی طویل رفاقتوں کے امین مدرسے کے دو اساتذہ قاری محمد یعقوب صاحب اور قاری حبیب الرحمان نے تلاوت فرمائی۔ جس سے شدت غم کے اندھیروں میں کچھ کمی واقع ہوئی۔ پھر آپ کی قبر پر آپ کو خراج تحسین پیش کرنے کیلئے حضرت والد صاحب مدظلہ کو خطاب کے لئے بلایا گیا۔ معلوم نہیں کہ کس دل اور کس زبان سے آپکے منہ سے چند الوداعی کلمات خیر اپنے جگری دوست کے لئے ادا ہوئے۔ پھر بشری تقاضوں کے عین مطابق آپ کے صبر ووقار کے سارے بندھن اس موقع پر ٹوٹ گئے۔ عمر بھر کی دوستی اور پھر زندگی بھر کی جدائی کے احساس نے خطابت کے سارے جوہر کچھ دیر کیلئے بھلادیئے۔ پھر سارا مجمع کسی شامِ غریباں کی مجلس کا منظر بن گیا۔

دل ہی تو ہے نہ سنگ وخشت درد سے بھر نہ آئے کیوں   روئیں گے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں

حضرت والد صاحب مدظلہ نے متمم بن نویرہ کے اشعار آپ کی قبر کے سرہانے خون جگر کر کے پڑھے جو متمم نے اپنے بھائی مالک بن نویرہ کی جدائی میں کہے تھے:

وکنا کند مانی جذیمة حقبة   من الدهر حتی قیل لن یتصدعا

فلما تفرقنا کانی و مالکاً   بطول اجتماع لم نبت لیلة معا

اور یوں چشم فلک نے صدیوں بعد مالک اور متمم کی جدائی کا منظر دوبارہ دیکھا۔

جان کر منجملہء خاصانِ میخانہ مجھے   مدتوں رویا کریں گے جام وپیمانہ مجھے

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے خطبات وافادات کا عظیم الشان مجموعہ علم وحکمت

دعوات حق (مکمل دو جلدوں میں)

مرتبہ **مولانا سمیع الحق** مدظلہ' مہتمم دارالعلوم حقانیہ

نایاب ہونے کے بعد اب سہ بارہ شائع ہوگئی ہے۔ آج ہی حاصل کیجئے ورنہ اسکی نایابی پر ایک بار پھر افسوس کرنا پڑیگا

دعواتِ حق: ایک ایسا گنجینہ جسے اہل علم خطباً واعظین اور تعلیم یافتہ طبقہ نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور قومی وملی پریس نے سراہا۔ جو ہر خطیب واعظ مقرر کے لئے پکی پکائی روٹی کا کام دیتا ہے جو رشد وہدایت احسان وسلوک کے متلاشیوں کیلئے شیخ کامل کا کام دیتا ہے۔

دعواتِ حق: دین شریعت اخلاق ومعاشرت علم وعمل عروج وزوال نبوت ورسالت شریعت وطریقت کے ہر ہر پہلو کو سمیٹے ہوئے ہے۔

دعواتِ حق: شیخ الحدیث محدث ومجاہد کبیر مولانا عبدالحقؒ کی عام فہم اور دردسوز میں ڈوبی ہوئی گفتگو اور خطابت کا ایسا مجموعہ ہے جو دلوں میں اتر کر یقین کو بیدار کر کے اصلاحی وایمانی انقلاب برپا کردیتا ہے۔

☆ فضلاً' علماً' طلباً اور اہل مدارس کیلئے خاص رعایت

☆ صفحات جلد اول: ۶۷۲' قیمت ۲۱۰ روپے' صفحات جلد دوم' ۵۰۲' قیمت ۱۶۵

موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک' ضلع نوشہرہ' پشاور